

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳/۸)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۵

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹرز
مینو منزل وارث روڈ۔ لاہور
پادری ڈبلیو جے۔ کلارک صاحب
ایم اے امپریس روڈ۔ لاہور مینیجر

جملہ خط وکتابت وترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے
اور مضامین واشتہارات
وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹرز
ارسال فرما کر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۰ جون ۱۹۲۴ء | نمبر ۲۵

مہاتما گاندھی اور آریہ سماج

مہاتما گاندھی نے اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں موجودہ ہندو مسلم کشیدگی پر ایک طویل مقالہ سپرد قلم کیا ہے جس میں ان وجوہ واسباب پر انہوں نے مفصل بحث کی ہے جو فریقین کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ انہی وجوہ میں سے ایک آریہ سماج اور ستیارتھ پرکاش بھی ہے سوامی شردھانند کا ذکر کرتے ہوئے مہاتما جی فرماتے ہیں کہ سوامی جی کو اپنے آپ پر اور اپنے مشن پر اعتماد ہے۔ لیکن وہ جلدباز ہیں اور جلدی سے برہم ہوجاتے ہیں۔ انہوں نے آریہ سماجی روایات کو ورثہ میں پایا ہے۔ سوامی دیانند سرستی کی میرے دل میں بڑی عزت ہو میرے خیال میں انہوں نے ہندو مذہب کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان کی بہادری شک وشبہ سے پاک ہو لیکن اپنے ہندو مذہب کو انہوں نے تنگ بنا دیا ہے۔ میں نے آریہ سماجی بائبل ستیارتھ پرکاش کو پڑھا ہے بعض دوستوں نے مجھے یرودا جیل میں اس کی تین کاپیاں بھیجیں۔ **اس قدر بڑے ریفارمر کے قلم سے اس سے زیادہ مایوس کن کتاب آجتک نہیں پڑھی** سوامی جی نے صداقت اور صرف صداقت پر ہی کھڑے ہونے کا دعوےٰ کیا ہو لیکن انہوں نے بلا عمد جین مذہب اسلام عیسائیت اور ہندو مذہب کو غلط طور پر پیش کیا ہے۔ ایک ایسا شخص جن کو ان مذاہب کے متعلق سرسری علم حاصل ہو۔ ان غلطیوں کو بآسانی معلوم کرسکتا ہے۔ جن میں اس بڑے ریفارمر کو ڈالا گیا ہے۔ انہوں نے ایک سب سے زیادہ بردبار۔ اور آزاد مذہب کو تنگ بنانے کی کوشش کی ہو اور اگرچہ وہ بت پرستی کے خلاف تھے۔ لیکن ایک نہایت لطیف صورت میں انہوں نے بت پرستی کو قائم کیا ہو۔ کیونکہ انہوں نے ویدوں کے الفاظ کی مورتی بنا دی ہے اور ہر ایک چیز جس کو سائنس نے معلوم کیا ہے اُسے ویدوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری ناقص رائے میں آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کے اثر سے ترقی نہیں کررہا بلکہ اپنے بانی کے اعلیٰ کیرکٹر کی وجہ سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔ جہاں کہیں آریہ سماجی تمہیں نظر آئینگے اُن میں زندگی اور سرگرمی پائی جائیگی۔ لیکن تنگ نظری اور لڑائی کی عادت کے باعث وہ یا تو دوسرے مذاہب کے لوگوں سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ یا آپس میں دست وگریباں ہوتے ہیں۔ سوامی شردھانند جی کو اس کیرکٹر لڑائی کی عادت اور تنگ نظری کا حصہ وافر ملا ہوا ہے۔"

شدھی اور مہاتما گاندھی

آگے چلکر مہاتما جی نے شدھی کے متعلق بھی اظہار خیالات کیا ہے اور اس میں بتایا ہے کہ ہندو مذہب میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو دوسروں کو ہندو دھرم میں لانے کی حامی ہو۔ جیسے عیسائیت اور اس سے کم درجہ پر اسلام میں پائی جاتی ہے میرے خیال میں آریہ سماج نے عیسائیت کی نقل کی ہے۔ موجودہ طریق مجھے اپیل نہیں کرتا۔ اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوا ہے۔ اگرچہ اسے محض دل کا معاملہ اور ایسا معاملہ خیال کیا جاتا ہے جو خدا اور ایک شخص کے درمیان ہے۔ تاہم یہ گرکر خودغرضانہ جذبہ سے اپیل بن گیا ہے۔ **ایک آریہ سماجی مبلغ کو کبھی اتنی خوشی نہیں ہوتی جتنی دوسرے مذاہب کو گالیاں دینے سے۔"**

اس سے آگے مہاتما جی نے تمام مذاہب کو خدا کی طرف سے لیکن غیر مکمل بتاتے

ہوئے ہر ایک شخص کا یہ حق بتایا ہو کہ اس ضمیر کا اگر یہی تقاضا ہو کہ دوسروں کو اپنے مذہب میں لایا جائے تو وہ ایسا کرے لیکن ایسے پروپاگنڈا کی اجازت نہیں دی جا سکتی جو دوسرے مذاہب کو گالیاں دینے پر مشتمل ہو۔ آپ نے بعض ناجائز طریقوں کا بھی ذکر کیا ہے جو شدھی میں استعمال کئے گئے۔ ان پر آئندہ اشاعت میں اظہار خیالات کیا جائیگا۔ (پیغام صلح)

واعظوں کے لئے مختصر و خالص پر مطلب

مسیح خداوند نے کچھ دولت یا مال دنیا میں نہیں چھوڑا مگر ہاں (۱) اُس نے اپنی والدہ کو مقدس یوحنا کے سپرد کیا کہ فرزندانہ خدمت کرے (۲) اپنے بدن کے کپڑے سپاہیوں کو دیئے (۳) اپنی روح خدا باپ کے سپرد کی (۴) اپنا مردہ بدن یوسف ارمتیا کو سونپا اور (۵) اپنی ساری روحانی پاک دولت جو حقیقی سلامتی ہے اپنے سب مومنوں کو سونپ دی ہے۔

مسیح حقیقی فسح کا حقیقی برہ ہو کر فسح کی عید کے دن ذبح ہوا اور دوسری بڑی عید میں اُس نے اپنی کلیسیا کو قائم کیا۔ فسح کے پہلے دن بنی اسرائیل مصر سے نکلے اور پچاس دن کے بعد ان کو سینا پر شریعت دی گئی اور وہی دن درو کی عید اور ہفتوں کی عید کہلاتا تھا۔ پس اسی دن روح القدس نازل ہوا اور جتنے اُس دن ایمان لائے وہ اسی کھیت کے درو کے پہلے پھل تھے جس میں خداوند مسیح نے تین سال محنت کی۔

ڈاکوؤں کا کھوہ (متی ۲۱: ۱۳) بجائے ہیکل کو پاک رکھنے کے کاہنوں نے اُسے چوروں کی غار بنا دیا۔ ہمارے خداوند نے ایسے لوگوں کو دو مرتبہ ہیکل سے خارج کیا پہلی دفعہ اپنی خدمت کے آغاز میں اور دوسری دفعہ اختتام پر۔ جب اس نے پہلی مرتبہ خرید و فروخت کرنے والوں کو نکالا تو فرمایا کہ تم نے اُسے تجارت کا گھر بنا دیا (یوحنا ۲: ۱۶) اور قریب ۳ سال کے بعد دوسری مرتبہ اس نے فرمایا کہ "تم نے اُسے ڈاکوؤں کا غار بنایا"۔ وہ لوگ سال بہ سال بدتر ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آخر کار اُن کا شہر انہی کے گناہوں کے باعث منہدم ہوا۔

کوئی مسیح کا سچا گواہ ہو نہیں سکتا۔ جب تک کہ اس کے ساتھ زندہ شراکت نہ رکھتا ہو یو ۱۵: ۵۔

انسان کو چاہئے کہ تاریک پہلو کو چھوڑ کر روشن پہلو پر نظر ڈالے اور کسی کی عیب جوئی کے بدلے اُس کی خوبی کو آشکارا کرے۔ روایت ہو کہ ایک دن ہمارا خداوند مع اپنے حواریوں کے ایک مقام سے گذر رہے تھے جہاں پر ایک مرا ہوا کُتّا پڑا تھا۔ اور جس کے گلے اور سڑے ہوئے بدن سے سخت بدبو آتی تھی۔ حواریوں نے اپنے ناک کپڑے سے ڈھانپے۔ یہ دیکھ کر خداوند مسیح نے فرمایا کہ "دیکھو اس کُتّے کے کیسے سفید سفید دانت ہیں"۔

لعاذر کفن پہنے ہوئے قبر سے نکلا تھا۔ یہ دکھلا کے کہ ابھی کفن اُتر نہیں گیا ہے۔ پھر مریگا اور کفن پہنیگا۔ مسیح خداوند نے اپنے دفن کا کفن قبر میں چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ اُسے پھر کفن کی ضرورت نہ ہوگی وہ قیامت کی زندگی کا جی اُٹھنا اُٹھا تھا۔ پس قیامت کا شروع یسوع مسیح سے ہوگا۔

گناہ اکثر اوقات انسان کی نظروں سے چھپا رہتا ہے۔ لیکن خدا کے سامنے روشن ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک چور بہت سی قیمتی اشیا چرا کر لے گیا۔ لیکن اس کی نیت سیر نہ ہوئی اور سوچا کہ اچھا ہوگا کہ ایک بوری اناج بھی لیتا جاؤں۔ اتفاقاً بوری کی تہ میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا جس میں سے دو دو تین تین دانے گرتے جاتے تھے۔ یہی گرے ہوئے دانے اُس چور کے پکڑوانے اور سراغ دینے میں کارگر ہوئے۔ اگر ہم کو یقین ہو کہ ہمارے گناہوں کا سراغ باقی رہیگا ہم گناہ سے باز رہنے میں کیسی خبرداری کرینگے۔

ابوالعزیز

کشت زعفران

اِدھر سے یا اُدھر سے

ایک دن کسی امیر کے ہاں دعوت تھی۔ لوگ علیٰ قدر مراتب حلقہ باندھے ہوئے بیٹھے تھے۔ غربا کے زمرہ میں سب سے پیچھے مرزا اسد اللہ خاں غالب بھی موجود تھے۔ آپ چونکہ غریبانہ لباس میں تھے آپ کو کسی نے نہ پہچانا۔ جب کھانے کا وقت آیا تو صاحب خانہ نے (امرا کی طرف اشارہ کر کے) نوکر کو حکم دیا کہ کھانا اِدھر سے بانٹنا شروع کر۔ نوکر تعمیل حکم کے لئے آگے بڑھا۔ میرزا غالب نے آواز دی "ابے اُدھر سے" میزبان نہایت برافروختہ ہوا اور مرزا صاحب کو معمولی آدمی سمجھ کر نوکر کو حکم دیا کہ اس شخص کے جوتے لگا۔ تاکہ اُس کو گستاخی کی حقیقت معلوم ہو۔ جب نوکر جوتا لیکر تیار ہوا تو میرزا صاحب نے تحکمانہ لہجے سے آواز دی "ابے اُدھر سے" اہل محفل کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ میزبان نے مرزا غالب کو پہچانا اور معذرت چاہی۔

نصیر از کرنال۔

ہندو مذہب کہاں ہے۔ جس پر کتابیں لکھی جائیں؟

پنجاب میں ہندو مذہب نے عیسائی مشنریوں کے ذریعے یسوع مسیح کا اقرار کرنے کی بجائے کچھ سکھی کی صورت اختیار کی جس میں فقط شبدبانی ہے اور پنجاب تک محدود ہے۔ اس میں آئندہ کی امید کی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی۔ یہی وجہ ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی دکن دیش کی طرف بھاگ گئے اور وہیں خدا کے حوالے کر گئے۔ اگر کوئی بیدا ایشی اور نسلی تعصب سے





نور افشان

مطبوعہ ۲۰ جون ۱۹۲۴ء

مذہب اور سائنس

عنوان صدر پر علامہ مولوی حشمت اللہ صاحب ایک عرصہ سے اوراق نور افشاں میں مضامین نذر ناظرین کرتے رہے ہیں جن سے ناظرین کرام قریباً چار سال سے آگاہ ہیں۔ اُن مضامین سے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے مسیحی اور غیر مسیحی پبلک پر اس بات کو پختہ طور سے ثابت کر دیا ہے کہ آپ مذہب اور سائنس کے اسرار ہندوستان بھر میں اپنی آپ ہی مثال ہیں۔ مذہب اور سائنس کی باریکیوں اور باہمی اُلجھنوں اور ظاہری مخالفتوں کو جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ آپ نے سمجھا اور سُلجھایا ہو جس باریک بینی سے ان میں توافق و تطابق دکھایا ہے جس علم و لیاقت سے سائنس کے بدفہموں کی بدفہمیوں کا سدباب کیا ہے اُردو زبان میں ابتک اس کی نظیر ناپید ہے اور ایک عرصہ تک ناپید رہیگی تعجب ہو کہ یہ کتاب آج تک طبع نہیں ہوئی۔ چاہئے تھا کہ کتاب مذکور کے کئی اڈیشن آج تک طبع ہو چکتے۔ اور یہ کتاب مسیحی اُستادوں اور منادوں کے ہاتھ میں ہوتی۔ مگر وہ تا حال اپنے قدر دانوں کا راستہ دیکھ رہی ہے۔ کیا ناظرین نور افشاں ڈاکٹر حشمت اللہ کو اس بات کے لئے مجبور نہیں کرینگے کہ آپ اپنی نادر کتاب کو جلد سے جلد شائع فرمائیں۔ کتاب مذکور کی ایک ایک کاپی کی خریداری ہمارے لئے کیا حقیقت رکھتی ہے۔ یا اہل ثروت کے لئے دس روپیہ چندہ بھیجدینا کون سی بڑی بات ہو۔ غرضیکہ ہم ڈاکٹر حشمت اللہ کو کتاب مذکور شائع کرنے کے لئے مجبور کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ اس سے مسیحی پبلک فائدہ اُٹھائے۔

مسٹر مولچند کے استفسار کے جواب میں ہمیں اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ مسیحیوں نے ہندو دھرم پر لکھا ہی کیا ہے؟ چند رسالے لکھ کر سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم نے ہندو دھرم کے سمندر کو عبور کر لیا ہے اب کچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس سے بھی بدتر یہ خیال ہے کہ ہندو دھرم بالکل بدل گیا ہے۔ اس میں پرانے زمانہ کا کچھ رہا ہی نہیں ہے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہندو بزرگ ہمیشہ سے یہ کام کرتے آئے ہیں کہ ہر زمانہ کی خوبی اپنے دھرم کے سر باندھتے آئے ہیں۔ اس لئے جو کچھ وہ ہمارے زمانہ میں کر رہے ہیں کوئی نیا کام نہیں کر رہے ہیں۔

واقفکار جانتے ہیں۔ کہ ہر ایک مذہب کی ریڑھ کی ہڈی اس کا اصول ہوتا ہے۔ ہندو دھرم کا اصول اس کے چار وید ہیں جو آجتک اُردو پڑھنے والوں کی آگاہی میں نہیں آئے مسیحیوں کا پہلا کام تھا کہ وہ ان ویدوں کا اُردو میں ترجمہ کرتے یا کراتے۔ اگر یہ کام کر لیا ہوتا تو آج کے دن ہندو دھرم کی کچھ اور حالت ہوتی۔ ہم اب بھی کہتے ہیں کہ ہندو دھرم کی زندگی کے پوشیدہ چشمے چار وید ہیں۔ جو آج تک متروکہ زبان سنسکرت میں چھپے پڑے ہیں۔ ویدوں کو ہند کی زبانوں میں ترجمہ کرا دو اور ہندو اور آریہ دھرم کی خود بخود ترکی تمام ہو جائیگی بغیر ویدوں کے ترجمہ کے ہندو اور آریہ دھرم پر قلم اُٹھانا ہندو اور آریہ دھرم کو تقویت دینا ہے

جو ہم نے ابھی کہا ہے اُس کی سچائی کا عملی ثبوت ہمارے احمدی بھائیوں نے خصوصاً مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی نے دینا شروع بھی کر دیا ہے کہ آپ ویدوں کا اُردو میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ کوئی مسیحی ہمارے علم و آگاہی میں ایسا نہیں جو یہ اہم کام کر سکے۔ ہم اپنے اُن ناظرین سے التماس کرتے ہیں جو ہندو اور آریہ دھرم کو جاننا چاہتے ہیں کہ وہ مقدور بھر کوشش کریں کہ ترجمہ مذکور کو حاصل کریں۔ ہمیں مترجم کی قدر و مدد کرنا چاہیئے۔

مہاتما گاندھی اور آریہ سماج کے عنوان سے کہیں نوٹ درج کیا جا چکا ہے۔ اس کی بابت اس قدر اور عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مہاتما گاندھی نے جو کچھ آریہ دوستوں کی بابت فرمایا تھا اس کے جواب میں تمام ہند کی آریہ سماجوں نے مہاتما جی کے خلاف جلسے کر کے نہ صرف آپ کے فیصلے کے خلاف شور مچایا ہے بلکہ مہاتما جی کو کھلے چیلنج دے رہے ہیں۔ ملاپ۔ بندے ماترم وغیرہ اخباروں نے مہاتما جی کے بیان کو خوب رد کیا ہو آپ کو کہا گیا ہے کہ آپ بیان کو واپس لیں۔ مگر مہاتما جی آج تک اپنے بیان کی صحت کے قائل ہیں۔ اخبار عام کو مہاتما جی کے ساتھ اتفاق کلی ہے۔ معلوم نہیں اب آریہ صاحبان کیا کرینگے۔ اس کلنک کے داغ کو کیسے دھوئینگے۔ پیشتر تو ہندو مسلم اتحاد کا رونا تھا اب کانگرس کے اتحاد کا بھی شیرازہ بکھر رہا ہے۔ سوراجیہ پارٹی کو مہاتما گاندھی کے ساتھ بھی اختلاف ہے جس گھر میں پھوٹ ہو وہ گھر کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔

ہمعصر مخزن مسیحی راوی ہے کہ جنوبی ہند کے مسیحیوں میں ذات پات کا اس قدر سخت امتیاز ہے کہ اونچی ذات نیچ ذات کے مسیحیوں کے ساتھ ملکر خدا کی عبادت تک نہیں کر سکتے۔ ہند کے مسیحیوں کا ہند کی قدیم اور کہنہ بیماری ذات پات سے نجات پانا گناہ کے گڑھے سے نجات پانے کی نسبت زیادہ مشکل تر ہے۔

جب سے ہندو اور آریہ صاحبان نے شدھی کی رسم جاری کی ہے۔ اس وقت سے آج تک ہم بارہا ہندو و آریہ اخباروں میں پڑھ چکے ہیں کہ مسلمان ہندو عورتوں اور ہندو لڑکوں کو اغوا کر کے بھگا

کی کوشش کرتے پھرتے ہیں۔ ایسی خبریں شایع کرنے کا صرف ایک مقصد ہوسکتا ہے کہ ہندو آریہ پبلک کو مسلم آبادی کی طرف سے بدظن کریں۔ ... ہمارے خیال میں ہندو آریہ دوستوں کو یہ روش ترک کرنا چاہیئے۔ اس سے ہندو مسلم اتحاد کی جڑیں کٹتی ہیں اور سوراجیہ کی تشریف آوری میں تاخیر پڑتی ہے۔

ینابیع المسیحیت

اس کا طرزِ عمل ہی مسیحیت نہیں بلکہ اس کی زندگی کا انجام بھی مسیحیت ہے

ہر ایک انسان کی زندگی کا انجام اس کا قطب نما ہے۔ زندگی۔ اسبابِ زندگی۔ زندگی کا طرزِ عمل یہ تمام باتیں انسان کی زندگی کے انجام کے تابع ہیں جو انسان کو اس طرف لئے جاتی ہیں۔ جس طرف اور جگہ پر اس کی زندگی کا خاتمہ ہونا ہے۔ ہر ایک انسانی زندگی کے مختلف انجام ہو سکتے ہیں یسوع مسیح کی زندگی کا بھی ایک انجام تھا۔ یسوع مسیح جیسے اپنی زندگی کو اور اُس کے طرزِ عمل کو جانتا تھا ویسے ہی وہ اپنی زندگی کے انجام سے واقف و آگاہ تھا۔ یسوع مسیح کے نزدیک اس کی زندگی کا انجام صلیبی موت تھا اس میں کلام نہیں کہ یسوع مسیح کی زندگی کا انجام صلیب تھا۔ یہ انجام نہایت تلخ اور کروا تھا۔ نہایت کمینہ اور ذلیل تھا۔ نہایت ڈراؤنا اور بھیانک تھا۔ اس کے خیال سے ہمارے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کے تصور سے پریشانی اور دکھ پیدا ہوتا ہے۔ مگر یسوع مسیح کے علم و آگاہی میں اپنا انجام صلیبی موت ہی کا تھا۔ آپ نے ہمیشہ اپنی زندگی میں اپنے انجام کا ذکر کیا۔ آپ کے شاگردوں کی اس انجام کا ذکر سنتے ہوئے روح خشک ہوا کرتی تھی۔ ایک دفعہ ایک شاگرد نے دلیر ہو کر یہ کہنے کی جراءت بھی کی تھی کہ یہ تجھ پر کبھی نہ ہوگا۔ اسی وقت دلبر اور رحیم اُستاد نے اُس کی یہ کہکر جھڑک جھاڑ ڈالی کہ اے شیطان مجھ سے دور رہو۔

یسوع مسیح کی نظروں میں اس کا انجام قبلہ و کعبہ سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ اُس کی نظروں میں وہ انجام کمال عزت و حرمت رکھتا تھا۔ اُس کی نظروں میں اُسکی زندگی کا صلیبی انجام ہی سب کچھ تھا۔ ہاں آپ کی تمام زندگی کے تمام کام کی۔ بلکہ آپ کی تمام زندگی کے اغراض و مقاصد کی جانی تکمیل وہی صلیبی انجام تھا اس نے اس انجام تک پہنچنے کی ہرگز بے جا کوشش نہ کی بلکہ نہایت صبر و تحمل کے ساتھ اس انجام تک قبل از وقت پہنچنے سے پرہیز کیا۔ دعا پر دعا کی تاکہ اس کا اس انجام تک پہنچنا خودکشی نہ بنجاتے۔ بلکہ خدا اور انسان کی محبت میں قربانی ٹھہرے۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ ہمارا خداوند اپنے انجام کو لاثانی مسیحیت بنا گیا۔ ہمیں اس پر ناز اور بھروسہ ہے ہمیں اس پر فخر ہو ہم اگر اس انجام کی قدر و منزلت نہ کریں تو ہم ہرگز مسیحی نہیں رہ سکتے اس سے ہم نے یہ سبق ضرور سیکھا ہو کہ ہم اپنی اپنی زندگیوں کے انجام کو آنکھوں کے روبرو رکھیں اپنے خاتمہ کو مقدس اور افضل بنانے میں سرگرم اور کوشاں رہیں۔ ہماری زندگی کی تمام قوتیں اور طاقتیں اور لیاقتیں ہمارے انجام کا میلان رکھیں۔ ہمارا انجام ہماری زندگیوں کا نشان ہو جس کی طرف ہم اپنی تمام ذمہ واریوں کو پورا کرتے ہوئے ہر ایک مشکل سے جنگ کرتے اور اُسے مغلوب کرتے ہوئے ہر ایک کار خیر کو انجام دیتے ہوئے بڑھتے چلے جائیں۔ ہمارا تمام کام ہماری زندگیوں کا انجام خیر تک پہنچتا ہو۔ ہمارا تمام نقصان انجام خیر سے محروم ہونا ہو۔

خداوند یسوع مسیح کے روبرو آپ کی مقدس زندگی کا مقدس انجام صلیبی قربانی کا تھا۔ اس کا اس انجام تک نہ پہنچنا ہی اس کی ناکامی تھی۔ اُس کی زندگی کا ہر ایک قول و فعل انتہائی معانی میں بحقیقت تھا مگر اگر یسوع مسیح صلیبی قربانی نہ کر سکتا تھا تو اس کی تمام زندگی نا تمام و ناکامل رہ جاتی۔ آج کے دن دنیا یسوع ناصری کے نام سے بھی نا آشنا ہوتی۔ پس ہم کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کی مسیحیت اُس کا شاندار انجام تھی اس انجام نے اُس کی تمام زندگی کو۔ اس کی تمام خدمات و تعلیمات کو وہ رنگ دیدیا جس سے اُس کی تمام زندگی جمال و جلال الٰہی کی آب و تاب میں جھلا اُٹھی اور اس میں فی زمانہ بنی آدم کو اپنا گرویدہ بنانے کی لازوال قوت و کشش پیدا ہو گئی۔ جو آج کے دن تک تازہ ہے۔

مذہب اور سائنس

(از قلم مولوی حشمت اللہ ایچ۔ پی۔ ایل۔ ایل ایڈ ایل۔ پی۔ ایم۔ لودھیانہ۔ پنجاب)

لاریب انیسویں صدی اٹھارھویں صدی پر بلحاظ علمی تحقیقات و اکتشافات کے سبقت لیگئی۔ لیکن انیسویں صدی میں سائنس کے متعلق جو اکتشافات ہوئے ہیں امید ہے کہ بیسویں صدی اس سے بھی گوئے سبقت لے جائیگی۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ سائنس نے اپنے محدود اختیار سے باہر قدم نکال کر مذہب پر بھی بیجا حملے کرنے شروع کئے ہیں اور یورپ کے نامور ملاحدہ نے بہت سی کتابیں اور رسالے شایع کرکے چاہا ہے کہ اپنے ملحدانہ خیالات سے مذہب کے پرستاروں اور معتقدوں کے اعتقادات اور ایمان کو ہلا دیں اور وہ اپنے مقصد میں اس درجہ تک کامیاب بھی ہوئے ہیں کہ انہوں نے الحاد کے زہریلے اثرات کو جابجا پھیلا دیا ہے۔ یہ حملے اگرچہ براہ راست عہد عتیق و جدید یعنی بائبل مقدس پر کئے گئے ہیں۔ لیکن یہ معرکہ ایسا نہ تھا کہ جس کی

مذہب صرف مسیحی مذہب تک ہی محدود رہتی۔ بلکہ وہ مجموعی طور سے ان تمام کتب مقدسہ پر پڑتی ہے جو نہ صرف مسیحیوں بلکہ یہودیوں اور مسلمانوں میں بھی بے چون وچرا **الہامی** تسلیم کی جاتی ہیں۔ مثلاً حضرت موسٰے کلیم کی کتاب پیدائش میں دنیا کا چھ دن میں پیدا ہونا۔ قصہ آدم وحوا۔ نوح کے طوفان کی سرگذشت اور دنیا کا از سر نو آباد ہونا۔ وجود باری تعالیٰ۔ ضرورت الہام ونبوت۔ پیدائش مسیح اور ظہور معجزات وغیرہ وغیرہ پر سخت ترین سائنٹیفک اعتراضات کئے ہیں۔ اکثر ممالک یورپ کا یہ حشر ہوا کہ بہت سے علما کے طبقوں میں یہ خیال علی العموم پھیل گیا ہے کہ رب السمٰوات و الارض نہ خالق برحق ہے نہ قادر مطلق۔ اگر ہے بھی تو کائنات میں اس کی مداخلت کی ضرورت نہیں مادہ ازلی ہے اور کائنات خود بخود موجود اور اپنی آپ خالق ہے۔ غرضیکہ مندرجہ بالا کل **عقائد مذہبی** انتھروپالوجی (علم الانسان) اور مسئلہ ایوولیوشن (ارتقاء) کی رُو سے قابلِ اعتبار نہ رہے اور ساتھ ہی وجود باری تعالیٰ اور ہستی روح اور بقائے روح اور معاد کے عقائد بھی جو مذہب کے مایۂ خمیر ہیں مشتبہ ہو گئے اور دہریت اور انکار کی وبا عام طور سے پھیل گئی

آجکل ملک ہندوستان میں بھی مغربی علوم بڑے زور شور سے ترقی کر رہے ہیں اور اس ترقی کے ساتھ مذہبی خیالات میں بھی **انقلابِ عظیم** پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اور ہمارے زمانہ کا رنگ ہی بدل گیا۔ شخصی آزادی کا دور ہے واقفیت کے وسائل اور اطلاع کے ذرائع آسان ہو گئے ہیں اور علم کے شجر ممنوعہ کا پھل سر بازار بک رہا ہے۔ جن مذہبی اسرار اور رموز پر مذہبی ادب وتعظیم کا پہرہ تھا اور صرف خواص تک محدود تھے۔ آج عامیوں کے تختۂ مشق ہیں سائنس نے مذہبی تحقیقات کے رُخ پر جو نئی **روشنی** ڈالی ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کے گروہ نے اپنے قدیم اعتقاد ورسوم پر مغربی علوم کی آب چڑھا کر اپنے مذہب کی ایک **نئی صورت** پیدا کر لی ہے۔ جو اصل مذہب سے بالکل الگ ہے۔ علاوہ ازیں کثیر التعداد اصحاب نے مذہبی عقائد کو ایک سرے سے خیر باد ہی کہہ دیا ہے اور گویا مایوس ہو کر بے خدا زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایسے فتنہ اور آشوب کے زمانہ میں سچی حمایتِ دین اس کا نام ہے کہ مذہب اور سائنس کے اصول وفروع کو انصاف اور ژرف نگاہی سے دیکھ کر **اصل حقیقت** کو ظاہر اور واضح کیا جائے تاکہ جن قلوب پر سائنس کا رعب چھایا ہوا ہو اور وہ اس لئے مذہب کو کھینچ تان کر سائنس کے ہر مسئلہ سے مطابق کرنا چاہتے ہیں گویا کہ سائنس ہی **معیارِ حق** ہے۔ یا جو صاحبان متبعینِ سائنس کے ہر قول کو آمنّا وصدّقنا کہہ کر قبول کر لیتے ہیں۔ مگر مذہب کے نام سے چڑتے اور منہ بناتے ہیں انہیں حقیقت حال سے واقف وآگاہ کر دیا جائے۔

ہمیں افسوس ہے کہ اردو لٹریچر میں کوئی ایسی جامع اور مبسوط کتاب آج تک ہماری نظر سے نہیں گذری۔ جس میں یورپ کے ملاحدہ کے اعتراضات کے جوابات پوری تحقیق اور تدقیق سے دئے گئے ہوں صرف ایک آدھ رسالہ برائے نام پایا جاتا ہے جو اس زمانہ کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پورا کرنے میں بالکل ناکافی ہے۔

لہٰذا ہم نے اسی خیال اور خاص ضرورت کے لحاظ سے ایک نہایت ہی ضخیم وبسیط۔ مشرح اور جامع کتاب بنام **کلیاتِ سائنس** لکھی ہو جس میں تمام علوم مثلاً علم ہیئت (ماڈرن اسٹرانومی) علم طبقات الارض (جیالوجی) علم طبعیات وکیمیا (فزکس اینڈ کیمسٹری) علم نباتات (بوٹانی) علم حیوانات (زوآلوجی) علم الانسان (انتھروپالوجی) کی بابت نہایت مشرح بحث کی گئی ہے۔ اور ان سب علوم کا مکمل بیان کر کے اُن علمائے سائنس کے سائنٹیفک اعتراضات کا تحقیقی جواب دیا ہے۔ جو وہ مذہب اور مذہبی عقائد پر بڑے شد ومد سے کرتے ہیں اور بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی علمی تحقیقات سے مذہب کو سخت زک دیکر گویا نیست ونابود کر دیا ہے ہم نے اس کتاب میں ان تمام سائنٹیفک اعتراضات کو جو اہلِ سائنس وفلسفہ اور یوروپین ملحدوں کی طرف سے مذہب کے بنیادی اصولوں اور واقعات پر کئے گئے ہیں۔ اُنہیں کے مقبولہ ومسلمہ علمی اصول وحقائق سے ہلا کر اکھیڑ دیا ہے اور مذہبی عقائد کی صداقت کو روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا ہے۔ کاشکہ یہ کتاب چھپ جائے اور ہزاروں کی آنکھیں کھولنے کا وسیلہ بنے (باقی آئندہ نمبر میں)

نصیحت کے شگوفے

(۲۸) ہم جو گھنٹے ضائع کرتے ہیں وہ ہمارے ذمے لگائے جاتے ہیں۔ (شکسپیئر)

(۲۹) میں نے وقت کو برباد کیا اور اب وقت مجھے برباد کر رہا ہے۔ (ایک کتبہ)

(۳۰) کیا تجھے زندگی سے اُلفت ہے۔ اگر ہے تو وقت کو برباد نہ کر۔ کیونکہ اسی سے زندگی بنتی ہو (فرنکلن)

(۳۱) ایک منٹ کی بربادی سے جو نقصان ہوتا ہے بقائے دوام بھی اس نقصان کی تلافی نہیں کر سکتا (ایک پُرانا انگریزی شاعر)

(۳۲) ایک شخص کے دل کا حال اُس کی آنکھ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آنکھ دل کا "عنوان" ہے (وِکر)



بہت سے اشارے گوشۂ چشم کے ایسے ہیں جو گفتگو سے زیادہ فصیح ہیں (عربی مقولہ)

(۳۴) مومن کی فراست دانائی سے ڈرو کیونکہ وہ نورِ خداوندی ہے۔ اور ہر چیز کو اس نور سے دیکھتا ہے۔

(عربی مقولہ)

(۳۵) جو شخص اپنی بیوی کی تند خوئی کو برداشت کرتا ہے اسی قدر اجر کا مستحق ہو۔ جیسا ایوب اپنے صبر کی وجہ سے۔ (شہاب)

(۳۶) عالم کائنات میں انسان سے لیکر ادنےٰ حیوان اور ادنیٰ نباتات تک اور آفتاب جہاں تاب سے لے کر ادنیٰ سیارہ تک کوئی چیز اپنی موجودہ حالت میں خلق نہیں ہوئی بلکہ وہ ایک نہایت بسیط اور سادہ حالت سے قرن ہا ے دراز میں اور ایک مضبوط قانون قدرت کے بموجب اپنی موجودہ حالت پر پہنچی ہے۔

(ڈارون)

(۳۷) مشرق کا زمین ہی ممالک مغربی کی ترقی کا مولد و موطن ہو اور واقعات قرون ماضیہ کی کنجی بھی مشرقی زمین ہو۔ تمام صنائع و حرفات۔ تمام السنۂ عالم تقریبًا تمام مذہب ذیشان اس ہی مشرق سے نکلے ہیں،

(بالی بان)

(۳۸) ہزار صفحے کا بیان اس قدر واضع نہیں ہوتا جیسی کہ ایک سچی تصویر (نامعلوم)

ضرورت

زنانہ مشن ہسپتال ترنتارن (پنجاب) کے واسطے ایک لیڈی ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ یا ایک زنانہ سینیر کمپونڈر کی جو کہ ایک ڈسپنسری کے چارج لینے کی قابلیت رکھتی ہو۔

درخواست بنام

لیڈی مشنری انچارج زنانہ مشن ترنتارن

غزل

از قلم رسا بریلوی

ہے سبق آموزِ عبرت خطِ آبِ زندگی
کتبِ آئینہ ہے عکسِ کتابِ زندگی.

تجھ سے پاتا ہے ہر اک ذی روح آبِ زندگی
ہے تو ہی اے منبعِ عالم آفتابِ زندگی

اے مسیحا تو ہی ہو بس چشمۂ آبِ حیات
اور غذائے روح ہو تیری کتابِ زندگی

تیری بے پایاں محبت کا بیاں کس منہ سے ہو
خاطرِ امت سہا تو نے عذابِ زندگی

چشمۂ موجِ کرم سے جس کا جی چاہے پیے
بہرِ تشنہ لب ہے تیرے پاس آبِ زندگی

شاہدِ اصلی پسِ پردہ ہے تجھ سے ہمکنار
کھل گیا پردہ اٹھا جسدم نقابِ زندگی

فتح پائی موت پر تو نے بہ شانِ ایزدی
دونوں عالم میں ہو تو ہی انتخابِ زندگی

جانتا ہے بھید اس کا کون خالق کے سوا
ثبت ہو قرطاسِ قدرت پر حسابِ زندگی

بے وفا ہے عمر اس پر بھولنا اچھا نہیں
دم زدن میں پھوٹ جاتا ہو حبابِ زندگی

ہے حیاتِ بے ثبات اپنی فقط وہم و خیال
پوچھ لے ہم سے کوئی تعبیرِ خوابِ زندگی

زندگی انمول ہے اے دل نہ کر اس کو تلف
ایک دن لیگا خدا تجھ سے حسابِ زندگی

کیوں نہ چکر میں فلک ہو کھینچکر زندگی کا اوج
جبکہ میخانہ میں نکلے آفتابِ زندگی

چار دن کی چاندنی سمجھو جوانی کا سرور
گر کرہ ہے نشۂ جامِ شرابِ زندگی.

وہ جگہ گھیو کو دل میں یا مروں خسارہ
پڑ گیا ہو کشمکش میں جو پیچ و تابِ زندگی

گرمجوشی قدرتی اس میں ہو جب تک ہو حیات
سرد ہونے کے لیے ہے التہابِ زندگی

اصل میں اس کے تموج کا نہیں کچھ اعتبار
چڑھ کے دم بھر میں اتر جاتا ہے آبِ زندگی

حرف اک پردہ ہی پردہ ہے حیاتِ پر دغا
حرف اک دھوکا ہی دھوکا ہے حجابِ زندگی

کوئی قیمت ہو نہیں سکتی برابر وقت کے
کوئی نعمت ہو نہیں سکتی جوابِ زندگی.

حشر تک تہیہ جس کی ختم ہو سکتی نہیں
کیا قیامت خیز ہے ترتیبِ کتابِ زندگی

دیکھتے ہی دیکھتے تبدیل ہو جاتا ہے رنگ
منقلب ہے کس قدر شکلِ شبابِ زندگی

کارنامے تا ترے مقبول ہوں آفاق میں
چھوڑ جا بعد فنا ایسی کتابِ زندگی

عین بیداری سمجھنا چاہیے دورِ ممات
اور ہے دنیا کی غفلت عین خوابِ زندگی

پردۂ قدرت میں ہو اس سازِ قدرت کا حساب
کوئی گن سکتا نہیں تارِ ربابِ زندگی۔

بند بھر پانی نہیں دریائے ہستی میں رسا
سر بسر دھوکا ہے پیاسوں کو سرابِ زندگی

ہے کلامِ صبر و منت قابلِ قدر اے رسا
آئینہ ہے بزم میں ان کی کتابِ زندگی۔

مولانا حسرت موہانی رہا ہونیوالے ہیں

یرودا جیل سے استفسار کرنے پر مرکزی خلافت کمیٹی کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اس ماہ کے اندر مولانا حسرت موہانی قید فرنگ سے آزاد ہو جائینگے

(دینبدھے ماترم)

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب نور افشاں

چونکہ مجھے اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کے لئے کل پنجاب اور شمالی حصہ یو۔پی میں دورہ کر کے ہر مشن اور ہر فرقہ کے مسیحیوں سے ملاقی ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے میں نے خیال کیا کہ اپنے دورہ کا مختصر سا حال آپ کے اخبار کے ذریعہ وقتاً فوقتاً لکھتا رہوں۔ تاکہ دیگر جگہوں کے مسیحیوں کو اپنے بھائیوں کے متعلق واقفیت ہوتی رہے اور ہم ایک دوسرے کو اپنی دعاؤں میں یاد کر سکیں میرا ماہ مئی کا دورہ سخت گرمی کے خطہ سے گذر کر بلوچستان کے صدر مقام کوئٹہ تک ہوا۔

اول مقام مسیحیوں کے ایک گاؤں چک ۱۴۷ فوجی گرانٹ ریلوے اسٹیشن گمبیر (بر لاہور۔ کراچی لائن) سے کوئی ایک میل کے فاصلہ پر ہوا۔ یہ چک کوئی دس بارہ مربعہ کی کاشت پر مشتمل ہو۔ فوجی مسیحیوں کو ان کی جنگی خدمات کے صلہ میں یہ زمین ایک   دو مربعہ فی کس کے حساب سے گورنمنٹ کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ اس گاؤں کا نمبردار لفٹننٹ امرناتھ ودھاوامل جو کہ آسراپور کے مشہور پاسٹر پادری ودھاوامل صاحب مرحوم کا صاحبزادہ ہے۔ مسٹر امرناتھ اپنے والد مرحوم کے موافق اپنے خداوند کے لئے بڑا غیرتمند ہے اس کی کوشش سے ایک بڑا احاطہ گرجہ اور پاسٹر کے مکان کے لئے گورنمنٹ سے عطا ہوا ہے جس کے لئے وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں سے چندہ فراہم کر رہا ہے لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک قلیل رقم فراہم ہو سکی۔ چونکہ یہ گاؤں این۔ایم۔ایس کے علاقہ میں ہے اس لئے سوسائٹی مذکورہ کے کرتا دھرتا صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس نیک کام کو ہاتھ میں لیکر اس چھوٹی سی کلیسیا کے لئے عبادت خانہ تعمیر کروا دیں۔ کوٹھیوں اور بنگلوں کے بجائے عبادت خانے بنوانے زیادہ مفید ہیں۔ چونکہ چک بیت اللحم کی نسبت یہ گاؤں ریلوے اسٹیشن کے بہت ہی قریب ہے اور کمیٹیوں کے شہری ٹھیکہ دار آسانی سے اس جگہ پہنچ سکتے ہیں جس سے سوسائٹی کے کام کی زیادہ نگرانی ہو کر مشنری خدمت میں زیادہ دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس جگہ مس زیل (جو کہ تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر ہیں) کی زیر نگرانی ایک زنانہ ڈسپنسری بھی کھل سکتی ہے۔ این۔ایم۔ایس کی لیڈیز آگزلری اس طرف دھیان دیوے۔ اس چک کے قریب مسیحی آبادی بہت ہے۔ ایک چک کوئی دو میل پر ریفارمڈ پریسبٹیرین مشن اور دو تین چک رومن کاتھولک کے بھی ہیں۔

اس چک کے آبادکاران کو اپنے بچوں کی تعلیم کا بھی خاص خیال ہے۔ کیونکہ تقریباً سب مالکان اراضی نے ہمارے منشیں اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے روپیہ جمع کروانا منظور کیا۔

یہ سنکر کمال افسوس ہوا کہ چند ایک وجوہات سے ایک دو خاندان رومن کاتھولک کلیسیا کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔

اس چک کے قریب دو میل پر ایک چک سکندر پور ریفارمڈ پریسبٹیرین نے بسایا ہوا ہے۔ چونکہ ہر آبادکار کو صرف نصف مربعہ اراضی عطا ہوا ہے۔ اس لئے ابھی کچھ کمزور حالت میں ہیں۔ پادری رینس صاحب منٹگمری سے اس گاؤں کا انتظام کرتے ہیں کوئی چالیس مسیحی خاندان آباد ہیں

دوسرا مقام چک ۱۶ ریلوے اسٹیشن کوٹ سجان سنگھ سے دو میل پر آباد ہے اور سالویشن آرمی کے زیر انتظام ہے جن کی طرف سے انسائن پرسیو داس اس جگہ استاد۔ پاسٹر اور منتظم ہے۔ چونکہ ابھی نیا آباد ہوا ہے۔ اس لئے آبادکاران کی حالت کمزور سی ہے۔ اس جگہ کے قریب ہی چک [illegible] مشن کے مسیحیوں نے آباد کیا ہے۔ (باقی آئندہ)

فیض اللہ

کوہ طور یا جبل سینائی

طور پر حضرت موسےٰ جو گرے غش کھا کر
جلوۂ یار بیچارا ابھی دیکھا کیا ہے

خانقاہ سینٹ کیتھرائن۔ لندن کے مشہور اخبار فیلڈ کا ایک نامہ نگار حال میں جبل سینائی یا کوہ طور کی سیر و سیاحت کر کے لندن پہنچا ہے۔ اس کے دل پر اس پہاڑ کی مذہبی زیارت سے جو کچھ اثر ہوا۔ اس کو اس طرح سے سپرد قلم کرتا ہے کہ:۔

کوہ طور پر خانقاہ سینٹ کیتھرائن بنی ہوئی ہے۔ دور سے دیکھنے سے اس کی عظیم الشان فصیل کی دیواریں اور برج سے ناواقف سیاح کو پہلے پہل یہ معلوم دیتا ہے کہ کوئی عظیم الشان قلعہ اس پہاڑ پر بنا ہوا ہے حقیقت تو یہی ہے کہ سنہ ۵۲۳ء میں جسٹینین شاہ روم نے یہاں یہ قلعہ ہی بنوا دیا تھا۔ اس لئے کہ اس خانقاہ کے عابدوں اور گوشہ نشین زاہدوں نے یہ درخواست کی تھی کہ ہم کو مسلمانوں سے عموماً اور لٹیرے عربوں سے خصوصاً بچایا جائے۔ تواریخ مذہبی اور سیر کی کتب سے پتہ چلتا ہے کہ دوسری یا تیسری صدی عیسوی میں جبل موسےٰ کے چاروں طرف چھ ہزار عیسائی راہبوں اور گوشہ نشین زاہدوں سے کم سکونت پذیر نہ تھے۔ یہاں تک کہ ۵۰۰ یا ۶۰۰ برس کا زمانہ گذرا چودھویں صدی عیسوی میں بھی اس جزیرہ نما سینائی میں سات خانقاہیں موجود تھیں۔ ان ساتوں میں سے یہی ایک سینٹ کیتھرائن کی تھی جس میں چار سو فقرا گوشہ نشین تھے۔ سترھویں صدی عیسوی میں صرف یہی ایک خانقاہ تمام جزیرہ نما سینائی میں موجود رہ گئی۔ اس کے چار سو فقرا میں سے صرف ۴۰ گوشہ نشین رہ گئے۔ آجکل صرف ۲۰ زاہد موجود ہیں۔ انکا برائے نام صدر نشین ایک آرک بشپ (پادری اعظم)

ہے۔ اس آرک خیاپ کو زہاد اور عباد اپنے میں سے ایک کو منتخب کر لیتے ہیں۔ یہ خانقاہ ہمیشہ سے یونانی کلیسیا کے پیرو عیسائیوں کی ہو۔ اس لئے یہاں کے عباد اور زہاد (فقرا) نہایت سخت قواعد کے پابند ہیں۔

یہ خانقاہ صرف ایک تنہا عمارت نہیں ہے بلکہ یہ ایک چھوٹے قصبہ کی مانند ہو۔ چونکہ اس کی جائے وقوع ایک بالکل سنسان اور غیر آباد جگہ ہے اس لئے لازماً انسانی ضرورت کی ہر ایک چیز یہاں بہم پہنچا دی گئی ہے۔ اس خانقاہ میں تو ایک تو گرجا اور دوسرے کتبخانہ یہ دونوں بڑی بڑی عمارتیں ہیں اور اس قلعہ کی فصیل کے اندر ایک پورا کا پورا گاؤں مع تمام ضروری آدمیوں اور پیشہ وروں کے آباد ہے۔ زائرین کے مکانات ہلکل مختصر مگر بالکل صاف ہیں۔ ان میں کئی سونے کے کمرے ایک کھانا کھانے کا کمرہ نشستگاہ اور باورچی خانہ ہے کیمپ میں سے ہر ایک سیاح اپنے لئے نوکر رکھ لیتا ہو اور کھانے پکانے کی چیزیں مول لے لیتا ہے۔ فقراء خانقاہ تو اس کو ایک بترا (یعنے بھیڑ کا بچہ) مول دیدیتے ہیں۔ باقی میوہ جات اور پھل وغیرہ سبزی ترکاری اور روٹی بازار قصبہ سے خرید لی جا سکتی ہے۔ یہ فقرا اپنے ذخیرہ شراب میں سے سیاح کو کچھ شراب بھی دیدیتے ہیں جو بالکل پینے کے قابل نہیں ہوتی۔

خانقاہ کے پاس ہی بالکل خانقاہ کے اوپر پہاڑ میں پانی کے چار چشمے جاری ہیں۔ جن میں پانی ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ بلکہ اس کثرت سے پانی موجود ہے کہ خانقاہ کے فقیران سے اپنے میوہ جات اور ترکاریات کے باغ کی آبپاشی بھی کر لیتے ہیں۔ اس خانقاہ میں اور اس کے آس پاس سیر اور دلچسپی کی تمام چیزیں تین دن کے عرصہ میں بمشکل دیکھی جا سکتی ہیں۔ گرجا گھر کو ضرور دیکھنا چاہئے۔ اصل میں اسکو جسٹینین نے بنایا تھا بعد ازاں ہر ایک صدی میں اور جتنے بادشاہ ہوتے رہے وہ اس کی تعمیر میں زیادتی کر کے اسکو خوبصورت بناتے رہے۔ یہاں تک کہ اب یہ گرجا اس ویرانہ اور سنسان علاقہ میں سچ مچ موتی معلوم ہوتا ہے۔ اس خانقاہ کے مشہور کتب خانہ میں بیشمار قلمی کتابیں جو نہایت خوشنما اور خوبصورت ہیں موجود ہیں ان میں ایک انجیل ہے جس کے ہر ایک صفحہ پر طلائی جدول ہے اور جو ۷۶۶ء میں چمڑے کے کاغذ پر طلائی یا سنہری حروف لکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک قلمی زبور بھی موجود ہے کہتے ہیں کہ ایک نیک ذات عورت مسمات سینٹ تھیکلا نے اس زبور کو اس قدر مہین حروف میں لکھا ہے کہ اس کے حروف صرف خوردبین کے ذریعہ سے نظر آ سکتے ہیں اسی خانقاہ میں ٹشنڈارف نے قلمی انجیل کا ایک نسخہ چوتھی صدی عیسوی کا لکھا ہوا پایا۔ اس نسخہ کو روس کے شہنشاہ الیگزینڈر دوم نے اس خانقاہ سے خرید کر سینٹ پیٹرز برگ کے گرجا میں بطور ہدیہ دے دیا۔

خانقاہ کے باغ میں فقراء خانقاہ نے وہی درخت نصب کئے ہیں کہ جو اُن کے وطن یونان میں کثرت سے ہوتے ہیں۔ گویا انہوں نے اپنے وطن کی یاد کو تازہ کرنا اسی میں سمجھا کہ اپنے وطن کے درخت میوہ جات کی یہاں کاشت کر دی جائے چنانچہ جزیرہ نما سینائی کے مخصوص میوہ جات اور پھل کو چھوڑ کر اس باغ میں زیتون۔ بادام۔ سیب۔ لیموں۔ خوبانی اور اُبیکا اور کوسا اور سرو کے درخت نصب کئے ہیں انگور کی بیلوں سے باغ میں خوب سایہ رہتا ہے اور بڑے لذیذ انگور پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں سبزی ترکاری بآسانی اور بہت افراط سے پیدا ہوتی ہے۔

جبل شریعت موسیٰ علیہ السلام یہاں خاص زیارت گاہ جبل موسےٰ ہے یہ پہاڑ سطح سمندر سے ۷۳۶۳ فٹ بلند ہے۔ لوگ اس کی چوٹی تک چڑھتے چلے جاتے ہیں کہتے ہیں یہ وہی پہاڑ ہے کہ جس پر اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا کی اور اسی لحاظ سے اس پہاڑ کو جبل شریعت یا کوہ قانون کہتے ہیں۔ اس پہاڑ کا نچلا حصہ سُرخ اور بالائی حصہ سفید ہے۔ اس پہاڑ کی جنوبی طرف ایک ہزار فٹ سے زیادہ کی گہرائی اور اترائی ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک مسجد اور ایک گرجا بنا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ گرجا اس شگاف کوہ کے نزدیک بنا ہوا ہے کہ جہاں حضرت موسےٰ علیہ السلام اس وقت کھڑے ہوئے تھے کہ جب ان پر اللہ تعالےٰ کے نور کی تجلی پڑی اور مسجد کے نیچے جو غار ہے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن اور چالیس راتیں اعتکاف میں گذری تھیں پہاڑ کی چوٹی کے اوپر سے دور دور تک ملک کا نظارہ نہایت عمدگی اور خوشنمائی سے دکھلائی دیتا ہے تلّہ کوہ سے خانقاہ تک واپس جانے کے لئے ایک پہاڑی کراڑہ اور تنگ راستہ ہے۔ اس راستہ میں دو ہزار سے زیادہ ناہموار سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ ان سیڑھیوں کو پہاڑ میں پتھروں کو کاٹ کر بنایا گیا ہے اور ان کا نام راستہ عقبہ ناموسی علیہ السلام ہے۔

خانقاہ کیتھرائن سے واپسی کے وقت جبل طور تک وادی طرفہ اور وادی الشلیہ کے راستے سے آتے جاتے ہیں پہلے دن کا کوچ بالکل ریتلے میدان میں ہوتا ہے جہاں سے سیلون تک سوائے ریت کے اور کوئی چیز دکھلائی نہیں دیتی اور راستہ میں کوئی خاص سیر کے خاص سیر کے قابل دلچسپ چیز نہیں ہو مگر دوسرے دن جب وادی الشلیہ میں سے گذرتے ہیں تو آدمی کا دل بشاش ہو جاتا ہے۔ یہ وادی نہایت خوشنما اور خوبصورت ہو۔ پہاڑ میں سے ایک چشمہ بلہ جیسے سفید رنگ کے پانی کا جاری رہتا ہو جو کسی جگہ بھی بہت چوڑا نہیں ہے۔ بلکہ جہاں یہ چشمہ ختم



ہوتا ہے۔ وہاں تو اس کا عرض تنگ ہوتے ہوتے صرف دس گز رہ جاتا ہے۔ پانچ گھنٹہ تک نہایت سرسبز اور شاداب زمین سے راستہ گذرتا ہے۔ اس سرسبزی کے کناروں پہاڑی ندی کے نقرئی تاگے کا گویا حاشیہ لگا ہوا ہے دو طرفہ سرخ۔ عنابی اور سبز چٹانوں کی پہاڑی دیوار آتی چلی جاتی ہے۔ وغیرہ۔ غرضیکہ یہ جزیرہ نما قابل دید اور لائق سیر ہے۔

خبریں

کلیفر جنکشن باقی تمام سٹیشنوں سے ایک بات میں بڑھکر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس اسٹیشن سے ہر ۲۴ گھنٹہ میں ۱۷۳۰ ٹرینیں گذرتی ہیں۔

بمبئی ۱۷ جون مولانا شوکت علی نے گورنمنٹ ہند کو خلافت وفد کے لئے پاسپورٹ منظور کرنے کے متعلق جو مکتوب ارسال کیا تھا اُس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ گورنمنٹ ہند کی طرف سے لکھا گیا ہو کہ مولانا شوکت علی کا مکتوب جس میں انہوں نے پابندیاں منظور کی ہیں وزیر ہند کے پاس بھیجدیا گیا ہے۔ وہاں سے جواب آنے پر آخری احکام جاری کئے جائینگے۔ اس اثنا میں ہدایت کی گئی ہے کہ ہر ایک ممبر وفد ذاتی طور پر مقامی گورنمنٹ سے درخواست کرے۔

چٹاگانگ ۱۷ جون۔ آج صبح بارش کی وجہ سے بھاری سیلاب آنے پر چٹیاری اور کھار اریلوے سٹیشنوں کے درمیان ریلوے لائن ٹوٹ گئی ہے۔

الہ آباد ۱۷ جون۔ الہ آباد میں انتہائی درجہ کی گرمی کی وجہ سے ہیٹ "سٹروک" کے کئی واقعات ہوئے ہیں۔ ان میں بہت سے مہلک ثابت ہوئے۔ ایک معزز اور کہنہ سال سوداگر مسٹر فیروز جی بھی جو ایک کارخانہ کے مالک تھے اسی وجہ سے مرگئے ہیں۔

الہ آباد ۱۷ جون۔ ایک چھوٹا سا مقامی بینک جو بنگالیوں میں زیادہ تر کاروبار کرتا تھا اور جس کا نام یونین بنک لمیٹڈ تھا بند کر دیا گیا ہے۔ بنیں کمرشل ونکا ایک عام اجلاس بلایا گیا ہے۔

کلکتہ ۱۷ جون۔ آج تھرڈ پریذیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں گیارہ مسلمانوں کو پیش کیا گیا۔ ان پر الزام یہ ہے کہ انہوں نے ۱۰ جون کو ایک پنجابی کو لاٹھیوں سے زدوکوب کرتے ہوئے اسے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔

مدراس ۱۷ جون۔ تامل اور اندھرا پروونشل کانگرس کمیٹیوں اور تامل اور اندھرا سوراجیہ پارٹیوں اور مہاجن سبھا کی طرف سے مقرر کردہ نمائندہ مشترکہ کمیٹی نے مدراس کارپوریشن کے آئیندہ انتخاب کے لئے ۵ امیدواروں کو نامزد کیا ہے۔

لنڈن ۱۷ جون۔ ڈاکٹر ناجی الاصیل سفیر شاہ حسین مقیم لنڈن مکہ کو روانہ ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر ناجی وہ جدید معاہدہ لیکر روانہ ہوئے ہیں جو برطانیہ اور عربوں کے درمیان ہوا ہے ڈاکٹر ناجی کا بیان ہے کہ اس معاہدہ کی رو سے برطانیہ نے عرب کی ہاشمی گورنمنٹ کی مکمل خودمختاری تسلیم کر لی ہے۔ اس معاہدہ میں فلسطین کے مسئلہ کو اس خوبی کے ساتھ حل کیا ہے کہ اسے عام طور پر پسند کیا جائیگا ڈاکٹر ناجی کو امید ہے کہ معاہدہ پر جلد دستخط ہو جائینگے۔

جنیوا ۱۷ جون۔ چھٹی بین الاقوامی مزدور کانفرنس جس میں سرکاری ڈیلیگیٹوں کے ذریعے سے ۴۹ ملکوں کی نمائندگی ہوگی۔ آج شروع ہوگی۔ ڈیلیگیٹوں میں تین عورتیں بھی ہیں۔ سویڈن کے ڈاکٹر بانٹنگ متفقہ طور پر صدر مقرر کئے گئے۔

امرتسر ۱۷ جون۔ آج سے خالصہ کالج امرتسر تعطیلات گرما کی وجہ سے بند کر دیا گیا ہے۔ اس لئے تاکہ اگر بھی طلبا کی طرف سے کوئی مظاہرے عمل میں نہیں لائے گئے۔

اسی سلسلہ میں اکالی اخبار لکھتا ہے۔ کہ ۱۶-۱۷ جون کی درمیانی شب کے ½ ۹ بجے رات پرنسپل صاحب خالصہ کالج نے نوٹس جاری کیا ہے کہ کالج آج سے تین ماہ کے لئے موسم گرما کی تعطیلات کے لئے بند رہیگا۔ خالصہ کالج کی حالت اس قدر نازک صورت اختیار کر چکی ہے کہ کمیٹی کسوائے کالج بند کرنے کے اور کوئی علاج نہیں سوجھتا۔ اس سے موسم گرما کی تعطیلات اب ماہ جون میں [illegible] ہیں جو کہ ماہ جولائی کے پہلے ہفتے سے شروع [illegible]

لنڈن ۱۶ جون۔ ڈاکٹر ہیڈن گیسٹ لیبر ممبر ولیقہ پارٹی نے دارالعوام میں مقدمہ اوڈوائر نائر میں مسٹر جسٹس میکارڈی کے بیانات کے متعلق سوال اُٹھایا اور تجویز کیا کہ ان خطرناک سیاسی اور مجلسی نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اس بیان سے ہندوستان میں پیدا ہو سکتے ہیں تحقیقات کی جائے کہ آیا یہ اختیارات کا غلط استعمال ہے۔

کیپٹن ڈکسی (کنسرویٹیو) نے کہا کہ مقدمہ اوڈوائر میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جنرل ڈائر سخت بیمار ہے۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کو چاہئے کہ اس معاملہ پر دوبارہ غور کے لئے کارروائی کی جائے۔

کمانڈر کینورردی نے کہا کہ مسٹر جسٹس میکارڈی کے پاس اس معاملہ کے متعلق کاغذات نہ تھے اور اس کے پاس وہ مکمل شہادت بھی نہ تھی جو گورنمنٹ ہند کے پاس تھی۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے کہا کہ سوال کا نوٹس دیا جائے۔

کلکتہ ۱۰ جون۔ سابقہ منگلو اکوسیلا سوڑ میں فسادات کے سلسلہ میں جبکہ سوامی سچدانند جگل جیل میں لے جا رہے تھے۔ ۲۶ دیہلیں اور ۴ مرد ول

کو اس الزام میں گرفتار کر لیا ہے کہ انہوں نے بلوہ کیا پولیس افسران کو ادائیگی فرض سے روکا اور سوامی سیدانند کو جو ایک قیدی تھے چھڑانے کی کوشش کی

لنڈن ۱۰ جون مسٹر لینز بری نے ہوس آف کامنز میں ایک تجویز پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جس میں مقدمہ اوڈوائر میں مسٹر جسٹس میکارڈی کے اس بیان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جنرل ڈائر کارروائی کرنے پر حق بجانب تھا اور اسے غلط طور پر سزا دیگئی۔ مسٹر[illegible]ک کر دیگئے کہ ہز مجسٹی سے مودبانہ درخواست کی جائے کہ وہ مسٹر جسٹس میکارجی کو بدیں وجہ کہ وہ جوڈیشیل فرائض ادا کرنے کے ناقابل ہے جج کے عہدہ سے ہٹا دے۔

مدراس ۱۰ جون۔ مدراس میں رہائش رکھنے والے گجراتیوں سے لالہ ماں لال کوٹھاری نے مہاتما گاندھی کی خدمت میں تھیلی پیش کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ جمع کر لیا ہے۔

۱۴ جون ½۲ بجے رات قصبہ ٹیچا کوٹ میں اچانک آگ لگ جانے سے ۲۰ دوکانیں معہ مال و اسباب کے خاکستر ہو گئیں۔ سیوا آسرم ٹیچا کوٹ کی محنت اور جانفشانی سے ہزاروں روپیہ کی مالیت کی دوکانات جو کہ مال و اسباب سے پُر تھیں اور جنکو آگ دنیا اثر کر چکی تھی بچائی گئیں۔ دوکانوں سے باہر جو مال نکال کر سیوا آسرم نے اپنی تحویل میں لیا تھا مالکان کو واپس دیا گیا۔
سکریٹری ہندو سیوا آسرم۔

پٹنہ ۱۴ جون۔ جنرل رینڈ ڈائرکٹر صحت عامہ رپورٹ کرتے ہیں کہ ہیضہ کی صورت معاملات بہت حد تک اصلاح پا چکی ہے ہفتہ مختتمہ ۹ جون میں اموات کا شمار ۲۵۰۰ سے ۲۰۰۰ تک گر گیا۔ شدت کی گرمی دبا کو پھیلنے میں بہت ذریعہ ثابت ہو رہی ہے۔

پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا آئندہ اجلاس ۱۸ اگست کو شروع ہوگا

گوجرانوالہ ۱۲ جون۔ آج ایک انٹرنس پاس نوجوان پنڈت سری رام ولد پنڈت دولت رام جی اپنی پگڑی سے پھانسی لیکر اپنے گھر میں تمام دروازے بند کر کے مر گیا ہے۔ وجہ جو عام طور پر مشہور ہو رہی ہے یہ ہے کہ ملازمت نہیں ملتی تھی نوجوان مذکور ایک چٹھی تحریر کر کے چھوڑ گیا ہے جس میں معلوم نہیں کیا تحریر ہے
(بندے ماترم)

احمدآباد ۱۲ جون سابقہ سورت میونسپل بورڈ کے ۲۲ ممبروں کے خلاف ڈسٹرکٹ عدالت سے ۱۴ ہزار روپیہ کی ڈگری دیئے جانے کے متعلق مہاتما گاندھی نے ایک اعلان شایع کیا ہے۔ جس کے دوران میں آپ نے سورت کے تمام تعاون شہریوں سے درخواست کی ہے کہ اگر گورنمنٹ ڈگری پر عملدرآمد کرے تو میونسپل ٹیکس دینا بند کر دو۔ آپ نے سوراجی ممبروں سے بھی درخواست کی ہے کہ وہ مقامی لیجسلیٹو کونسل سے مستعفی ہو جائیں۔

لودھیانہ ۱۲ جون۔ سردار مہندر سنگھ ممبر لیجسلیٹو کونسل کو آج ۲ سال ۶ ماہ قید سخت اور ۱۵۰ سو روپیہ جرمانہ کی سزا دیگئی اور سفارش کی گئی ہے کہ اس سے جیل میں خاص سلوک کیا جائے۔

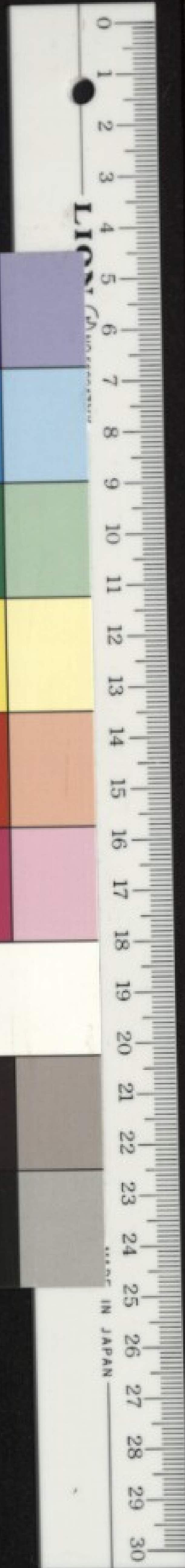
حیدرآباد ۱۲ جون سرکار کی خاص پولیس کے نائیک زبیر سنگھ کے قتل کے متعلق کمشنر سندھ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ جو شہادتیں مہیا کی گئیں۔ ان سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے۔ کہ مرحوم نے خودکشی کر لی تھی۔ جو لوگ قتل اور زبردستی تبدیل مذہب کا خیال کرتے ہیں۔ انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے اپنی شہادت پیش کرنی چاہیے۔

کلکتہ ۱۲ جون۔ بنگال پراونشل کانگرس کمیٹی کے زیر اہتمام آج شام کو ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جس میں سکھوں کے خلاف سابقہ فسادات میں ہجوم کے طرز عمل پر اظہار مذمت کیا گیا اور سکھ فرقہ سے اس بھاری مصیبت میں اظہار ہمدردی کیا گیا۔

امرتسر ۱۲ جون کلکتہ میں سکھوں پر جو تشدد ہوا اس کی تحقیقات اور رپورٹ کرنے کے لئے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے تین نمائندے کلکتہ میں روانہ کئے ہیں۔ شری یت داس اور مولانا آزاد نے پربندھک کمیٹی کے جواب میں ہمدردی کے تار ارسال کئے ہیں۔

مدراس ۱۲ جون۔ ایجنسی فتور کے فسادات کے سلسلہ میں ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ گزشتہ دیوی پٹ میں گشت کرنے والی پولیس نے ۷-۸ باغیوں کا سراغ نکالا۔ وہاں گولی چلائی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک باغی بنام کانتم ڈورا ہلاک ایک زخمی اور ایک گرفتار ہوا۔ باقی بھاگ گئے۔

کراچی ۱۲ جون۔ آج صبح کراچی میں ایک دردناک خودکشی کا ارتکاب کیا گیا جس کے متعلق پہلے سے کوشش ہو رہی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسٹر انگلیس کوجرال براورس کے کارخانہ میں پہلے ملازم تھا آج صبح اپنے مسلمان ملازم کے نزدیک بستر پر ہلاک پایا گیا۔ اس کے دماغ میں گولی کا ایک زخم تھا مرحوم کے دائیں ہاتھ کے قریب ایک ریوالور اور چھاتی پر ایک چھوٹا سا آئینہ دھرا تھا اس کی عمر ۷۰ سال کی تھی اور کراچی میں ۴۰ سال تک رال براورس کے کارخانہ میں ملازمت کرتا رہا۔ اس کے پاس ۵ لاکھ روپیہ کا سرمایہ تھا۔ مگر اکثر اوقات تنہائی کی شکایت کیا کرتا تھا۔ اگر وہ اپنے ملک میں دوستوں اور رشتہ داروں کے درمیان ہوتا تو خودکشی نہ کرتا۔ مرنے سے پیشتر اس نے فلسکیپ کے کئی صفحوں کے خطوط اپنے دوستوں میں تقسیم کئے اور لکھا کہ وہ بہت بڑھا ہو چکا ہے وہ موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔



مسیح یسوع پر ایمان نہ لائے تو اس میں قصور کس کا
نہیں اگر کچھ قصور ہو جو یسوع مسیح کو خاک اُسے بھلانا چاہتے
ہیں جو یسوع مسیح کی عزت و حرمت ان بزرگوں کو دینا پسند کرتے
ہیں جو اُنکے اپنے خیال کئے جاتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ
حقدار کو اُس کا اپنا حق دیا جاتا۔ ایمان و محبت و امید کو
عمل جامہ پہنایا جاتا۔ پر یہ تمام باتیں کافور ہیں۔

کچھ ہندو مذہب نے عیسائی مذہب کے آنے پر
آریہ سماج اور برہم سماج کی صورت اختیار کر لی ہے۔ جو
دونوں کے دونوں انجیر کے درخت کی طرح بے پھل ثابت
ہو رہے ہیں۔ امید۔ ایمان اور محبت کی بُو تک نہیں۔ یہ
تقریباً ہندوستان کی حالت ہے۔ باقی ہندو مذہب مسیحیت
کے آنے پر اپنے پاؤں پر قائم نہیں رہا۔ اب . . . .
کی پرچار کرنے سے فخر آتا ہے۔ شادی کے قرائین
ماننے سے کانوں پر ہاتھ رکھتا ہے۔ جب سے یہ شبد
ان کے کان میں پڑا ہے کہ تم دو نہیں ایک ہو۔ راجہ
جسرتھ کی تین رانیاں ہونے سے شرمسار ہے۔ سیتا کے
لکیر کے باہر جانے سے اُس کا نام کھلے طور پر نہیں لیتا
ہنومان کو بلوان ظاہر کرنے کے لئے اُس کو بندر کی اولاد
بنانے سے ہندو مذہب انکاری ہے اور نہ اُس کے
کسی ورک سدھی پر امید باقی ہو لچھمن جی کے سروپ نکھان
کے ناک کاٹنے سے رامائن کے قصے کو پیش کرنے سے
عاری ہے۔ کیونکہ آج کسی کا ناک کاٹنا جرم ہے۔ جو
ہرگز بھلا کام نہیں سمجھا جاتا ہے۔۔۔ اوتار ہو کر رام کرشن
نے بھی پاپیوں کا بھلا نہ کیا جبکہ بدھ کے مسلمہ اصول کے
مطابق ہندو مذہب کو ایک چیونٹی۔ رزمنا مہاں پاپ ہے ہم
مثلاً کرم پر دشواش رکھنے والا ہندو مذہب کا یچ
اور یتیم خانے کھول کر عیسائی مذہب کی تقلید کر رہا ہے
ورنہ یہ اُن کے کون سے اصول مذہب کا کرشمہ ہے۔
اُن کے لیڈر لوگوں کے دان کا روپیہ ہڑپ کرتے اور
ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہیں اور فرقہ فرقہ ہوئے
جا رہے ہیں۔ اگر امید۔ ایمان محبت ہوتی تو کالج گروکل
اور یتیم خانوں کے ذریعے خدا کا جلال ظاہر کیا جاتا
مگر ایں کاستیا ناس ہو جس نے ہندوؤں کا دل وہاں
سے بھی اُکھیڑ دیا۔ پھر کانگرس کو اپنا نصب العین کا ما
کروڑ روپیہ بیچ کر کے سیکنڈ کلاس کے سفر کئے کہ کسی طرح
۱۵ کروڑ غیر ہنود کو پھر پہلی زمانے کی طرح غلام بنایا
جائے یعنی سوراج حاصل کیا جائے۔ بھلا امید ایمان
اور محبت کے بغیر یہ سوراج کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔

اب ہر طرف یاس کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ ہاں
نا بجے کے مورچے پر ایک امن باقی ہے اور آرام کی
گرانی میں مرد و زن کہہ رہے ہیں ع
کیوں ظلم کمانا ظالماں آج سلا ہیں رہنا
راج کریگا خالصہ وغیرہ وغیرہ۔

. . . .

. . . .

اب ایڈیٹر صاحب دوربین لگا کر دیکھیں کہ ہندو مذہب
کہاں ہے۔ کیونکہ اُن کے لیڈر بائبل کے شلوک پیش
کر کے کہہ دیتے ہیں۔ شاستر یہ کہتا ہے۔ وید یہ کہتا ہے
دید یہ کہتا ہے۔ ہاں بائبل کی اُردو عبارت ہندی میں
بدل لیتے ہیں۔ بائبل کے بغیر اُن کا کوئی لکچر ہوتا ہی نہیں۔
اسلام ایک مذہب ہو اس پر کتابیں لکھنا فرض تھا
ہندو مذہب چوں چوں کا مربا ہے۔ اس پر کتابیں لکھنا
وقت اور پیسے کا ضائع کرنا ہے۔ ۳۳ کروڑ کا گھنٹن عرف
پلیگ اور مری سے ہو سکتا ہے جیسا کہ خداوند جبکہ
اسرائیل بت پرستی کرتے تھے کیا کرتا تھا۔

ہندو مذہب پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔
جناب کی بے توجہی ہے۔ بک ڈپو سے طلب فرمائیں
جس کی ضرورت ہے۔

ماسٹر موہن چند مسیحی آگرہ بازار لاہور
دروازہ شیرانوالہ۔

کیا موجودہ بائبل اصلی اور قابل اعتبار ہے

گذشتہ سے پیوستہ

دوسرا اعتراض یہ تھا کہ چونکہ میں نے اپنے لکچر میں یہ
ذکر کیا کہ چوتھی صدی سے پہلے کا نسخہ ہمارے پاس موجود
نہیں۔ ۔ تمہیں اس لئے بائبل کی روایت بھی مسلسل متواتر
نہیں " مولوی صاحب نے ایک لفظ کو میری عبارت میں
سے اُڑا دیا اور بس اپنا غلط نتیجہ پیش کر دیا۔ حاضرین جلسہ کو
بخوبی معلوم ہے کہ میں نے صاف بتایا کہ یونانی نسخہ ز چوتھی
صدی کا موجود ہیں۔ لیکن مختلف زبانوں میں جو ترجمے بائبل
کے ہوئے اور جو تفسیریں بائبل پر لکھی گئیں اُن کے جو اقتباسات
قدیم مسیحیوں کی تصنیفات میں ملتے اور بائبل کی کتابوں
کی جو قدیم فہرستیں موجود ہیں وہ پہلی صدی تک موجودہ بائبل
کو پہنچا دیتی ہیں۔ اس لئے بائبل کی روایت کا نہ تواتر
ٹوٹتا ہے نہ تسلسل۔

ذرا اپنے گریبان میں گردن ڈال کر تو دیکھیں کہ کیا قرآن
کا تواتر و تسلسل بھی پایا جاتا ہے۔ وہ اجزا جن پر قرآن
کی سورتیں اور آیتیں محمد صاحب کے زمانے میں پائی
جاتی تھیں جن سے کہ قرآن نقل کیا گیا وہ کہاں ہیں۔
وہ قرآن جو حضرت ابوبکر نے جمع کرایا تھا اور حضرت حفصہ
کی امانت میں رکھا تھا وہ اب کدھر گیا۔ حضرت علی نے
محمد صاحب کی وفات کے بعد ایک قرآن جمع کیا تھا اُس
کا حشر کیا ہوا۔ سالم مولی ابی حذیفہ نے ایک قرآن جمع کیا
اب صفحۂ ہستی پر اُس کا نام و نشان نہیں ملتا (اتقان)
عبد اللہ ابن مسعود کے جمع کردہ قرآن کو حضرت عثمان نے
زد و کوب کر کے بعد اُس کے ہاتھ سے چھین لیا اور وہ
آج تک گم ہے اور ابی بن کعب کے قرآن کو حضرت عثمان
نے لیکر نہ معلوم کس قعر میں ڈال دیا کہ آج تک اُس
کا پتہ نہیں ملتا۔ اب اس نسخہ عثمانی کا نہ تو سلسلہ محمد صاحب
سے قرآن تک ہوتا ہے اور نہ کوئی تواتر پایا جاتا ہے۔

ص تو ہندوؤں نے اچھوتوں پر مطلق ترس نہیں کھایا ہے۔

لیکن برعکس اس کے بائبل کا تسلسل اور تواتر قائم ہے بلکہ تواتر روایت اس امر کا شاہد ہے کہ موجودہ قرآن نہ صرف محمد صاحب کے قرآن سے مختلف ہو بلکہ اُس کا محض ایک جزو ہو۔ چنانچہ مسلم کتاب الزکواۃ میں ابوالاسود سے روایت ہو کہ ابو موسیٰ اشعری نے بصرہ کے تین سو قاریوں کے سامنے کہا کہ ہم ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے جو طول اور وعید کے لحاظ سے سورہ توبہ کے برابر تھی۔ مگر میں اسکو بھول گیا۔۔۔

آیت رضاعت بقول حضرت عائشہ اب ندارد ہے۔

آیت رجم بروایت عبداللہ بن عباس اب موجودہ قرآن میں پائی نہیں جاتی۔ بقول حضرت عائشہ وہ آئتیں بکری کھا گئی بحوالہ اتقان نوع ۴۷ جلد دوم سورہ احزاب میں محمد صاحب کے زمانہ میں دوسو آیات تھیں۔ اب صرف ۷۳ آیات باقی ہیں۔ اتقان نوع ۱۹ جلد اول میں مذکور ہو کہ سورہ توبہ کا اول حصہ ساقط ہو گیا تو اُس کے ساتھ بسم اللہ بھی ساقط ہو گئی کیونکہ ثابت ہو کہ وہ سورۃ لمبائی میں سورۃ بقر کے برابر تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اُس کا نصف سے زیادہ حصہ ضائع ہو گیا اور اس پر بسم اللہ بھی ندارد ہے۔

ابی بن کعب کے قرآن میں دو اور سورتیں یعنے حفد اور خلع بھی تھیں اور اب موجودہ قرآن میں سے غائب ہیں چنانچہ اسی وجہ سے ابن عمر کا قول ہے کہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے قرآن سارا کا سارا پالیا۔ اس کو کیا معلوم کہ سارا قرآن کیا ہے۔ کیونکہ قرآن کا بہت بڑا حصہ بے شک گم ہو گیا۔ پس اسکو یہ کہنا چاہئے کہ میں نے صرف اس قدر پایا جو مل سکا۔ اس لئے اگر مولوی صاحب تواتر و تسلسل کو قرآن پر چسپاں کرکے پھر بائبل کے تواتر و تسلسل کو پرکھتے تو ان کو ہر ایک کی شہادت و ثبوت کا ٹھیک اندازہ لگ جاتا۔

(باقی آئندہ) جے علی بخش۔

اگر نور افشاں کا ہر ایک خریدار ایک نیا خریدار دے نور افشاں کے چار صفحہ زیادہ ہو سکتے ہیں۔

اُردو کتابیں

مخصوص کالج کے لئے ۔ خوبصورت جلد

سبت کو پاک رکھو۔ معقول اور زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ انسان کے لئے ساتویں دن آرام کرنا ضروری ہے صفحہ ۲۲۔ ۳ پائی۔

صفائی کی ضرورت۔ ہر طرح کی صفائی حاصل کرنے۔ گندگی سے بچنے اور صحت ور رہنے کے متعلق ہدایات صفحہ ۱۶۔ ۳ پائی۔

سفر دکن۔ پادری علی بخش کا دکن میں سفر اور ہندو لکچروں اور مسلمانوں سے مباحثوں کا احوال صفحہ ۱۲۵ قیمت ۵ر رعایتی ۴ر

سموئیل کروودر۔ ایک حبشی غلام کا حال جو افریقہ کا بشپ ہو گیا صفحہ ۴۰۔ ۱ر

سموئیل موریس۔ ایک حبشی لڑکے کی عجیب و غریب جوانی زندگی کے تجربات صفحہ ۴۴۔ ۱ر

سرگذشت رابنسن کروسو۔ ایک انگریز سیاح کے سفر و مصائب۔ جہاز کی تباہی۔ وحشی اقوام سے تعلقات اور ایک غیر آباد جزیرہ میں قیام۔ پڑھکر عقل حیران رہ جاتی ہے مکمل صفحہ ۲۸۳۔ ایک روپیہ۔

سرحد کا خادم۔ ڈاکٹر پنین سٹار صاحب تبرپیہ کا بیان جو سرحد پر قتل کئے گئے صفحہ ۳۰۔ ۱ر

سوال و جواب اور گیت۔ ملن صاحب کے نظمی سوال و جواب صفحہ ۴۸۔ ۳ پائی۔

شہادت قرآنی بر کتب ربانی۔ بائبل اور اس کے بیان کے متعلق اور یہودیوں اور مسیحیوں کی نسبت قرآن کی تمام آئتیں عربی میں اور اُن کا ترجمہ معہ ضروری تنقید از مصنف صفحہ ۱۷۲ اصل ۸ر رعایتی ۴ر

شاہزادہ بن داؤد۔ یہودی لڑکی اور نیکے اپنے باپ کو وہ خطوط جن میں مسیح کے عہد زندگی اور تعلیم کے حالات درج ہیں جلد اول صفحہ ۴۰۹ قیمت ۱۰ر دوم ۲ر

سکرٹری پنجاب رلیجیس بک سوسائٹی۔ انارکلی لاہور

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کشادہ کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہو۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہو کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونٹنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۲ء سے حصہ پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک ریز پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری کا ⅔ ہو۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ جبر کے ماعہ سے ماسہ تک کردکر نزل عـ سے عـ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا

